## اداریہ

اسلامی معاشرے میں علم اور عمل کی بنیاد قرآن کریم، سنت نبویؐ اور ائمہ معصومین علیہم السلام کی ہدایات پر استوار ہے۔ تاریخِ اسلام کے ہر دور میں یہ سوال سامنے آتا رہا ہے کہ ہم دین کے بنیادی مصادر سے کیسے رہنمائی حاصل کریں اور نئے مسائل کے حل کے لیے کس طرح ان اصولوں کو بروئے کار لائیں۔ امام رضاؑ کے ارشادات میں اس حوالے سے خاص طور پر روشنی ملتی ہے کہ حدیث کو سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کے لیے کن اصول و ضوابط کو ملحوظ رکھا جائے۔ یہ اصول ہمیں اس بات کی طرف متوجہ کرتے ہیں کہ متنِ حدیث کو صرف الفاظ کے ظاہر تک محدود نہ کیا جائے بلکہ اس کے سیاق و سباق، قرآن سے ہم آہنگی اور عقلی دلائل کو بھی سامنے رکھا جائے۔ اس طرح آج کے قاری کے لیے بھی امامؑ کی تعلیمات ایک زندہ ہدایت ہیں۔

معاشرتی سطح پر اسلام کی سب سے بڑی فکر محروم طبقات کی دستگیری ہے۔ قرآن نے بارہا اس بات پر زور دیا ہے کہ سماج کی ترقی کا معیار صرف دولت اور طاقت نہیں بلکہ عدل و انصاف، اخوت اور مساوات ہے۔ امامیہ تعلیمات ہمیں یہ درس دیتی ہیں کہ دینی اور عوامی ادارے جیسے مساجد، مدارس، بیت المال، رفاہی انجمنیں اور سماجی تنظیمیں معاشرے کے کمزور اور پس ماندہ افراد کا سہارا بنیں۔ اگر یہ ادارے مضبوط اور فعال ہوں تو محرومیت کا خاتمہ ممکن ہے، ورنہ غربت اور طبقاتی تفریق سماج کے بنیادی ڈھانچے کو کمزور کر دیتی ہے۔

تاہم، عصرِ حاضر کا سب سے نمایاں سوال صرف غربت یا اداروں کی کمزوری نہیں بلکہ ٹیکنالوجی کی تیز رفتار پیش رفت بھی ہے جس کی سب سے بہترین مثال مصنوعی ذہانت ہے جو سماجی ڈھانچوں اور مذہبی اقدار پر اثر انداز ہو رہی ہے اور جسے نظرانداز بھی نہیں کیا جا سکتا۔ اگر انسان ٹیکنالوجی اور مصنوعی ذہانت پر اندھا اعتماد کرتا ہے تو یہ نہ صرف سماجی تعلقات کو مشینی اور بے روح بنا سکتی ہے بلکہ روحانیت کو بھی کمزور کر سکتی ہے۔ اس کے برعکس اگر مصنوعی ذہانت کو ایمان، اخلاق اور انسانی اقدار کی روشنی میں بروئے کار لایا جائے تو یہ انسانی زندگی کے ارتقاء اور بہبود کا مؤثر وسیلہ بھی بن سکتی ہے لہٰذا ضروری ہے کہ

امت مسلمہ اس بحث کو صرف سائنسی یا فنی دائرے تک محدود نہ رکھے بلکہ اس کے مذہبی، اخلاقی اور سماجی پہلوؤں پر بھی غور وخوض کریں۔

مصنوعی ذہانت نہ صرف ہماری معیشت، سیاست اور سماجی تعلقات کو بدل رہی ہے بلکہ یہ علمِ فقہ اور اسلامی حقوق کے میدان میں بھی نئی جہتیں کھول رہی ہے۔ آج یہ سوال اٹھ رہا ہے کہ کیا مصنوعی ذہانت قرآن و حدیث کی تشریح میں مددگار ثابت ہو سکتی ہے؟ کیا یہ فقہاء کے سامنے مسائل کے تجزیے اور مقدمات کے فیصلوں میں سہولت پیدا کر سکتی ہے؟ اس کے امکانات یقیناً موجود ہیں، لیکن اس کے ساتھ خطرات بھی ہیں کہ کہیں یہ انسانی اجتہاد اور روحانی بصیرت کی جگہ نہ لے لے۔ اسلام ہمیں یاد دلاتا ہے کہ ٹیکنالوجی محض ایک وسیلہ ہے، فیصلہ کن حیثیت صرف وحی، عقل اور ایمان کو حاصل ہے۔

ایمان اور مستقبل کی مصنوعی ذہانت کے تعلقات کو سمجھنا اسی لیے اہم ہے کہ اسلام میں ایمان صرف ایک عقیدہ نہیں بلکہ انسانی زندگی کے تمام پہلوؤں کی رہنمائی کرتا ہے۔ اگر ٹیکنالوجی ایمان کی رہنمائی کے بغیر آگے بڑھے گی تو یہ ترقی بربادی میں بھی بدل سکتی ہے۔ لیکن اگر ایمان کو بنیاد بنا کر مصنوعی ذہانت کو استعمال کیا جائے تو یہ امت مسلمہ کے لیے خدمت، علم اور عدل وانصاف کے فروغ کا ایک نیا وسیلہ بن سکتا ہے۔ اسی پس منظر میں، راہ اسلام کے اس شمارے میں ہم نے ان موضوعات پر گفتگو کی ہے۔

ہم یہ چاہتے ہیں کہ ان مضامین کے ذریعے قارئین کو ایسا فکری و علمی سرمایہ فراہم کیا جائے جس سے وہ ماضی کی روایات کا ادراک، حال کے مسائل کی صحیح تفہیم اور مستقبل کے ممکنہ چیلنجز کا بصیرت افروز شعور حاصل کر سکیں۔

فصلنامہ راہ اسلام کی ہمیشہ سے یہ کوشش رہی ہے کہ اسلامی معارف اور دینی تعلیمات کو بہتر سے بہتر انداز میں قارئین کی خدمت میں پیش کرے تاکہ اسلامی تعلیمات کے سائے میں ہم سب مل کر ایک باوقار زندگی اور اچھے معاشرہ کی تعمیر کر سکیں۔ امید ہے یہ فصلنامہ اس راہ میں ایک مثبت اور تعمیری قدم ثابت ہوگا۔

ڈاکٹر فرید الدین فرید عصر